نماز میں عورت کی امامت سے متعلق قدیم اور جدید افکار کا تجزیاتی مطالعہ

حافظ محمد رمضان*

محمد اکرم رانا**

Abstract

Allah Almighty completed the religion of Islam by declaring it as the religion of nature and made it complete code of life for the humanity guidance till the doom's day .And now Islam is such a broad and extensive religion that it has a satisfactory solution of every question of the rising situation .In this perspective, the jurists of classical time and the latter scholars discuss the issues including leading (Imamat) of woman in the prayer with great care and management. Recently, this complicated issue rose all over afresh, when woman like Dr. Amina Wadud and Rahil Raza led mixed gender in prayer. Now the scholars of ancient time and jurists of this modern era deliberated this issue with new horizon. In this research paper the opinions of the former and the later scholars about the Imamat of women have been discussed and results have been shown.

Keywords: Doom's day, Jurists, Classical time, Amina Wadud, Modern era, Imamat

اسلامی تعلیمات نے انسانی حقوق کی پاسداری کرتے ہوئے عورت کی عزت و عظمت اور قدرومنزلت کے دعوے ہی نہیں کیے بلکہ تدبر و سیاست، بہادری و شجاعت، تہذیب و تمدن غرض کہ کارہائے زندگی کے تمام شعبوں میں خواتین کو مردوں کے دوش بدوش لا کھڑا کیا۔ اسلام کی رحمت و صداقت نے جہاں وحشی اور جھگڑالو مردوں کو زہد و تقویٰ کا مجسمہ اور احسانات و خیرات کا مجموعہ بنایا وہاں عورتوں کو بھی عفت و عصمت کی جیتی جاگتی تصویر بنا دیا۔ مردوں میں جہاں صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، آئمہ کرام محدثین و مفسرین، مفکرین و مجتہدین، علماء و فقہاء غوث و قطب، قلندر و ابدال، اخیار و اوتاد، نقباء و نجباء پیدا ہوئے تو بعینہ اسی معاشرے میں ایسی خواتین بھی موجود رہیں جو علم و عمل، شجاعت و بہادری، حکمت و سیاست، تصوف زہد اور تقویٰ و پرہیز گاری میں نامور تھیں۔ امت مسلمہ کو یہ فخر حاصل ہے کہ اسلام ہی وہ یکتا و اولیٰ مذہب ہے جس نے عورت کی آزاد حیثیت کو مانا اور اس کے حقوق کا تعین کیا گویا عورت اور مرد کی حیثیت اور حقوق یکساں ہیں قرآن حکیم اس پر شاہد اور عادل ہے۔

---

* پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان۔

** سابق پروفیسر و چیئرمین، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان۔

'' اَنِّیْ لَا اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی بَعْضُکُمْ مِّن بَعْضٍ ''[1]

بے شک میں کسی کام کرنے والے کے کام کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہر گز ضائع نہیں کرتا تم آپس میں ایک دوسرے کے ہم جنس ہو۔ زندگی کا نظام چلانے میں دونوں برابر ہیں اسی لیے اسلام اس کو پسند نہیں کرتا کہ دونوں میں سے کوئی صنف اپنے کو کم سمجھے۔اسلام نے عورت کو جو آسانیاں عطا کی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس پر جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا لازم نہیں اس ضمن میں خواتین کی امامت کا مسئلہ موضوع بحث بنا ہوا ہے۔

اسلام ایک دین فطرت ہے اس کی تکمیل اللہ بزرگ و برتر نے اپنے کلام مقدس میں ''الیو م اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا''[2] فرما کر کر دی فطری خاصیت کے حامل دین کو کئی اعزازات کے ساتھ یہ وصف بھی حاصل ہے کہ یہ جدت پسند بھی ہے اس لیے خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:'' ان اللہ تعالیٰ یبعث لھذا الامۃ علیٰ رأس کل مائۃ سنۃ من یجددلھا دینھا''[3] ہر صدی کے آغاز میں ایک مجدد پیدا ہو گا جو دین اسلام کو جدید انداز میں پیش کرے گا۔ یہاں پر لفظ مجدد قابل غور ہے جس کا معنی ہے تجدید کرنے والا نئی راہ نکالنے والا[4] عصری دنیا کا کوئی ایسا مذہب نہیں جو اس وصف کا حامل ہو۔اس خوبی کے تناظر میں دیکھا جائے تو انسان کی زندگی کے کسی گوشے میں کوئی مسئلہ درپیش ہو تو مجدد کی فقیہانہ نظر اس کا حل تلاش کر لے گی اسلام کی دوسری بڑی خوبی یہ ہے کہ اس نے زندگی کے گوشوں کی بنیادیں فراہم کر دی ہیں شارح لوگ اپنی اپنی ذہنی استطاعت کے مطابق تشریحات پیش کرتے ہیں اس لیے اس امت مرحومہ میں اختلاف رائے کو شارع دین و شارح قرآن ﷺ نے باعث رحمت قرار دیا۔[5]

زیر دست مسئلہ ''عورت کی امامت'' قدیم و جدید علماء فقہائے اسلام میں خاصہ زیر بحث رہا۔اس موضوع کے تحت ہم عورت کی امامت کا تین حیثیتوں سے ذکر کریں گے:

ا۔ عورت کا عورتوں کی امامت کرانا۔

---

[1] آل عمران:۱۹۵

[2] المائدہ :۳

[3] ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، **سنن ابی داود**،(پاکستان،لاہور:مطبع مجتبائی،۱۴۰۵ھ)، حدیث نمبر:۴۲۹۱

[4] لوئیس معلوف الیسوعی، مترجم عصمت ابو سلیم، **المنجد**،(لاہور: مکتبہ دانیال غزنی سٹریٹ اردو بازار، س۔ن)،۱۲۱

[5] سیوطی، جلال الدین، **الجامع الصغیر**،(بیروت:مطبوعہ دارالمعرفت،۱۳۹۱ھ)،ا، حدیث:۲۰۶

۲۔ عورت کا مردوں کی امامت کرانا۔

۳۔ عورت کا عورتوں اور مردوں دونوں کی امامت کرانا۔

عورت کا عورتوں کی امامت کرانا: عورت کا عورت کی امامت سے مراد یہ ہے کہ عورت ہی امام ہو اور عورتیں ہی مقتدی ہوں۔

موافقین کے دلائل:

امام ابو داؤد نے سنن ابی داؤد میں باب امامة النساء قائم کر کے اس مسئلہ کا بیان فرمایا ہے۔ عبد الرحمان بن خلاد انصاری حضرت ام ورقہؓ بنت نوفل سے روایت کرتے ہیں:

''عن عبدالرحمان بن خلاد الانصاری عن ام ورقة بنت نوفل ان النبی ﷺ لما غزا بدراقالت: قلت له یا رسول الله ﷺ ائذن لی فی الغزو معک، امرض مرضاکم ،لعل الله ان یرزقنی شهادة قال قری فی بیتک ،فان الله عزوجل یرزقک الشهادة، قال : فکانت تسمی الشهیدة قال: وکانت قد قرأت القرآن۔ فاستاذنت النبی ﷺ ان تتخذ فی دارها مؤذنا، فاذن لها"[6]

جب رسول اللہ ﷺ غزوہ بدر کے لیے روانہ ہونے لگے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں بھی آپکے ساتھ جانا چاہتی ہوں زخمیوں کی خدمت کروں گی ممکن ہے اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب فرمائے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا تم اپنے گھر میں رہو تمھیں اللہ تعالیٰ شہادت نصیب فرمائے گا اسکے بعد انھیں شھیدہ کہا جاتا تھا انھوں نے قرآن مجید پڑھ لیا تھا انھوں نے حضور ﷺ سے درخواست کی مجھے ایک مؤذن رکھنے کی اجازت مرحمت فرمائیں جس کی آپ ﷺ نے اجازت دے دی، اسی باب کی اور حدیث ہے:

''کا ن رسول لله ﷺ یزورهافی بیتها وجعل لها مؤذناً یؤذن لها وامرها ان تؤم اهل دارها''[7]

رسول اللہ ﷺ اس خاتون کے ساتھ ملاقات کے لیے اس کے ہاں تشریف لے جاتے تھے آپ ﷺ نے اس کی خاطر ایک مؤذن مقرر فرمایا جو آذان دیتا تھا اور اس خاتون کو حکم دے رکھا تھا کہ وہ اپنے گھر والوں کی امامت

---

[6] ابو داود، سلیمان بن اشعث، **سنن ابی داود**، باب امامة النساء، (پاکستان، لاہور: مطبوعہ مطبع مجتبائی، ۱۴۰۵ھ)، ۸۷۔۸۸، حدیث: ۵۸۹

[7] ایضاً

کرائے۔ راوی حدیث عبد الرحمان بن خلاد اانصاری کہتے ہیں:''فأنا رأیت مؤذنھا شیخاً کبیراً''[8] میں نے اس مؤذن کو دیکھا ہے وہ بڑی عمر کا تھا۔

حضرت ام ورقہؓ والی حدیث کو امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے ام ورقہؓ کے لیے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شہادت آپکے لیے مقدر کر دی ہے اور آپ ﷺ نے ان کا نام شہیدہ رکھ دیا انھوں نے اپنی ایک باندی اور غلام کو مدبر کر دیا تھا حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں ان دونوں نے حضرت ام ورقہؓ کو قتل کر دیا وہ دونوں قتل کر کے بھاگ گئے اور پکڑے گئے اور ان کو پھانسی دی گئی اور یہ پہلے لوگ تھے جن کو مدینہ میں پھانسی دی گئی اس وقت حضرت عمرؓ نے کہا رسول ﷺ نے سچ فرمایا تھا کہ چلو ہم شہیدہ کی زیارت کریں۔''[9] امام حاکم نے المستدرک میں حضرت ام ورقہؓ والی حدیث کو اسطرح بیان کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے چلو شہیدہ کے پاس جائیں اور ہم ان کی زیارت کریں اور آپ ﷺ نے موصوفہ کو فرائض کی جماعت کرانے کا حکم دیا تھا جیسا کہ حدیث کے الفاظ سے ظاہر ہے۔

''وامرھا ان تؤم اھل دارھا فی الفرائض''[10]

امام ابو الحسن الدار قطنیؒ نے حدیث ام ورقہؓ ان الفاظ سے ذکر کی ہے۔''ان رسول اللہ ﷺ اذن لھا ان یؤذن لھا ویقام و تؤم نساءھا''[11]

رسول اللہ ﷺ نے اس خاتون کو اجازت دی تھی کہ اس کے لیے آذان اور اقامت کہی جائے اور یہ امامت خواتین کے فرائض سر انجام دے۔سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا معمول اسطرح منقول ہے۔''انھا کانت تؤذن و تقیم وتؤم النساء فتقوم وسطھن''[12] آپؓ آذان اور اقامت کہتی تھیں اور امامت کراتی تھیں اور عورتوں کے درمیان کھڑی ہوتی تھیں۔ امام عبد الرزاق حضرت رائطہ حنفیہ سے روایت کرتے ہیں:'' انھا امتھن فقامت بینھا

---

[8] ایضاً

[9] بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین، **سنن کبریٰ**، (ملتان: مطبوعہ نشر السنہ، س۔ن)، ۳: ۱۳۰، حدیث: ۵۳۵۳

[10] حاکم، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ، **المستدرک**، (مکہ مکرمہ: مکتبہ دار الباز، ۱۴۲۰ھ)، ۱: ۲۰۳

حاکم، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ، (مکہ مکرمہ: المستدرک، مکتبہ دار الباز، ۱۴۲۰ھ)، ۱: ۲۰۳

[11] دار قطنی، علی بن عمر، **سنن دار قطنی**، (بیروت: مطبوعہ نشر السنہ ملتان، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ)، ۱: ۲۷۹، حدیث: ۱۰۷۱

[12] بیہقی، **سنن کبریٰ**، حدیث: ۵۳۵۶

فی صلوٰۃ المکتوبۃ''[13] ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرض نمازوں میں عورتوں کی امامت کرواتیں اور ان کے درمیان کھڑی ہوتیں۔یہی روایت دار قطنی میں باب صلوٰۃ النساء جماعۃ و مؤقف امامھن کے تحت ہے۔''[14] امام زیلعی فرماتے ہیں کہ یہ روایت تین کتب حدیث المصنف، سنن دار قطنی اور سنن بیہقی میں ہے اس کی سند پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں: ''قال النووی فی الخلاصۃ سندہ صحیح'' خلاصہ میں ہے کہ امام نووی نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔[15] ام المؤمنین حضرت سیدہ ام سلمہؓ کے بارے میں حضرت حجیرہؓ بیان کرتی ہیں: ''امتنا ام سلمہ فی صلوٰۃ العصر فقامت بیننا''[16] حضرت ام سلمہؓ نے ہمیں نماز عصر کی جماعت کروائی اور وہ ہمارے درمیان کھڑی ہوئیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے خواتین کی امامت کے بارے میں منقول ہے: ''تؤم المرأۃ النساء وتقوم وسطھن''[17] عورت دیگر عورتوں کی امامت کرے اور ان کے وسط میں کھڑی ہو۔اس مسئلہ پر تابعین کے اقوال بھی ملتے ہیں حضرت سفیان ثوریؒ امام ابراھیم نخعی اور امام شعبی سے روایت کرتے ہیں: ''لا بأس ان تصلی المرأۃ بالنساء فی رمضان تقوم فی وسطھن''[18] عورت کے رمضان میں خواتین کو جماعت کروانے میں کوئی حرج نہیں لیکن وہ درمیان میں کھڑی ہو۔

امام ابن ابی شیبہ حضرت ام الحسنؓ سے بیان کرتے ہیں: ''انھا رأت ام سلمۃ زوج النبی ﷺ تؤم النساء فتقوم معھن فی صفھن''[19] میں نے حضور ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہؓ کو خواتین کی جماعت کرواتے ان کی صف کے درمیان کھڑے دیکھا۔امام محمد اپنے شیخ امام اعظم ابو حنیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ امام ابراہیم نخعی نے بیان فرمایا: ''انّ عائشۃ کانت تؤم النساء فی شھر رمضان فتقوم وسطاً''[20] سیدہ عائشہؓ ماہ رمضان میں

---

[13] صنعانی، عبدالرزاق بن ہمام، **المصنف**، (بیروت: مطبوعہ مکتب اسلامی، ۱۳۹۰ھ)، ۱ : ۱۴۰، حدیث: ۵۰۸۶

[14] سنن دار قطنی، ۱ : ۴۰۴، حدیث: ۱۰۶۹

[15] زیلعی، حافظ جمال الدین، ابو محمد عبداللہ بن یوسف، **نصب الرایہ**، (مطبوعہ مجلس علمی ہند، ۱۳۵۷ھ)، ۲ : ۳۱

[16] مصنف عبدالرزاق، حدیث: ۵۰۸۶

[17] ایضاً، حدیث: ۵۰۸۳

[18] ایضاً

[19] ابی شیبہ، ابو بکر عبداللہ بن محمد، مصنف ابن ابی شیبہ، (کراچی: مطبوعہ ادارۃ القرآن، ۱۴۰۶ھ)، ۳: ۱۲۷، حدیث: ۴۹۵۳

[20] شیبانی، محمد بن حسن، **کتاب الآثار**، (کراچی: مطبوعہ ادارۃ القرآن، ۱۴۰۷ھ)، ۹۸، حدیث: ۲۱۷

خواتین کو جماعت کرواتیں تو درمیان میں کھڑی ہوتیں۔ امام شافعی کے نزدیک عورت کا عورتوں کو نماز پڑھانا اور ان کا باجماعت نماز پڑھنا جائز ہے امام احمد کے اس مسئلہ میں دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ عورتوں کی جماعت مستحب ہے۔"[21] علامہ عبدالرحمٰن الجزیری شرائط امامت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: جب مقتدی مرد ہوں خواتین ساتھ ہوں یا نہ ہوں امام کا مرد ہونا ضروری ہے صحت امامت کی ایک شرط امام کا اصلی معنوں میں مرد ہونا ہے لیکن اگر مقتدی صرف خواتین ہوں تو لکھتے ہیں: "فلا تشترط الذكورة في اما متهن بل يصح ان تكون المرأة اماماً لا مرأة مثلها باتفاق ثلاثة من الا ئمة وخالف المالكية"[22] خواتین کی امامت کے لیے مرد ہونا ضروری نہیں بلکہ عورتوں کی امام عورت ہو سکتی ہے اس پر تین آئمہ (امام اعظم ابو حنیفہ، امام شافعی، امام احمد) کا اتفاق ہے اور امام مالک نے اختلاف کیا ہے۔

شیخ ابو الطیب عظیم آبادی مذکورہ روایات کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"وهذه الروايات كلها تدل على استحباب امامة للنساء في الفرائض والنوافل وهذا هو الحق وبه يقول الشافعيؒ والاوزاعيؒ والثوريؒ وابوحنيفةؒ" یہ تمام روایات دلالت کر رہی ہیں کہ خاتون فرائض و نوافل دونوں میں عورتوں کی جماعت کر واسکتی ہے یہی حق ہے اور امام شافعی، اوزاعی، ثوری، امام احمد اور امام ابو حنیفہ کی رائے بھی یہی ہے۔"[23] علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: آیا عورت کا عورتوں کو نماز پڑھانا مستحب ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے امام احمد سے ایک روایت ہے کہ یہ مستحب ہے حضرت عائشہؓ، حضرت ام سلمہؓ، عطا، ثوری، اوزاعی امام شافعی، اسحاق اور ابو ثور سے روایت ہے کہ عورت عورتوں کی امامت کرائے۔"[24] مصر کے عالم دین مفتی اعظم علی جمعہ کے نزدیک: اگر نمازی چاہیں تو عورت کے امام بننے کی اجازت ہے فقہ میں عورت کی امامت پر اتفاق رائے نہیں ہے اس لیے عورت کے امام بننے کی گنجائش ہے انھوں نے یہ بھی کہا ہے کہ امام طبرانی اور امام العربی کے نزدیک عورت کی امامت جائز ہے۔"[25] سعودی عرب کے مفتی شیخ عبداللہ بن باز نے ایک سوال کے جواب میں

---

21 سعیدی، غلام رسول، **تبیان القرآن**، (لاہور: فرید بک سٹال اردو بازار، ۲۰۰۳ء)، ۱: ۳۴۳

22 الجزیری، عبدالرحمٰن، **کتاب الفقہ**، ترجمہ منظور احسن عباسی، (پنجاب: علماء اکیڈمی محکمہ اوقاف، ۲۰۰۶ء)، ۱: ۵۰۶

23 قادری، محمد خان مفتی، **عورت کی امامت**، (لاہور: حجاز پبلی کیشنز، ۲۰۰۶ء)، ۱۴

24 ابن قدامہ، **موفق الدین**، ابو عبداللہ بن احمد، المغنی، (بیروت: دار الفکر، ۱۴۰۵ھ)، ۲: ۱۷

25. www.sisat.com.pk/forum/Aurat ke imamat

کہا ہے کہ "عورتوں کا آذان اور اقامت کہنا مشروع نہیں یہ افعال صرف مردوں کے ساتھ مخصوص ہیں تاہم عورت عورتوں کی جماعت کرا سکتی ہے جماعت کراتے وقت عورتوں کے درمیان میں کھڑی ہو گی اسکی دلیل سنن ابو داود اور صحیح ابن خزیمہ کی روایت ہے۔"[26]

مخالفین کے دلائل:

سنن کبریٰ میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔" صلوٰۃ المرأۃ فی بیتها افضل من صلاتها فی حجرتها و صلاتها فی مخدعها افضل من صلاتها فی بیتها"[27] عورت کی نماز کمرے سے اسکی سونے والی جگہ میں افضل ہے اور ظلمت خانے میں نماز اس کے کمرے سے افضل ہے ابن خزیمہ کی دوسری روایت کے الفاظ اس طرح ہیں:"ان احب صلوٰۃ تصلیها المرأۃ الی اللہ فی اشد مکان من بیتها ظلمة"[28] اللہ تعالیٰ کے ہاں عورت کی وہ نماز سب سے محبوب ہے جو ایسی جگہ ہو جہاں گھر میں زیادہ تاریکی ہو۔ علامہ ابن ہمام نے بھی اس سے ملتی جلتی بات لکھی ہے: "اقرب ماتکون من وجه ربها وهي فی قصر بیتها"[29] سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا قرب اس نماز پر ہے جو عورت کے گھر کے تہہ خانے میں ہو۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لا خیر فی جماعة النساء الا فی المسجد او فی جنازة قتیل"[30]

خواتین کی جماعت میں خیر نہیں ماسوائے مسجد کی جماعت یا کسی شہید کے جنازے کے۔ طبرانی کی روایت کے الفاظ: "لا خیر فی جماعة النساء الافی مسجد جماعة"[31] مسجد میں جماعت کے علاوہ خواتین کی

---

[26]. www.fatawa for women.com

[27] بیہقی، سنن کبریٰ، حدیث:۵۳۶۱

[28] ابن خزیمہ، ابو بکر محمد بن اسحاق، **صحیح ابن خزیمہ**، ترجمہ: محمد اجمل بھٹی فاضل، (لاہور: مدینہ یونیورسٹی انصار السنة پبلیکیشنز، س۔ن)، ۳: ۲۰۸، حدیث:۱۶۹۱

[29] ابن ہمام، کمال الدین، **فتح القدیر**،(بیروت: مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۵ھ)، ۱: ۳۰۷

[30] عثمانی، ظفر احمد، **اعلاء السنن**،(کراچی: مطبوعہ ادارۃ القرآن، ۱۳۶۲ھ)، ۴: 242، حدیث:۱۲۱۹

[31] ایضاً

جماعت میں خیر نہیں۔ ترمذی اور ابو داؤد ''اخروھن من حیث اخرھن اللہ''[32] عورتوں کو پیچھے رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو پیچھے رہنے کا حکم دیا ہے۔ اگر عورت امامت کرائے گی تو اس فرمان کی نفی ہو گی۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے پہلے بالغ مردوں کی صف پھر بچوں کی صف پھر عورتوں کی صف۔[33] عورت جتنا آگے آنے سے دور ہو گی اتنا اس کے لیے افضل ہو گا اس فرمان کے مطابق عورت کو آگے کھڑا کرنا جائز نہیں۔ عورت امام بننے کی صورت میں آگے کھڑی ہو گی یا درمیان میں اگر آگے کھڑی ہوتی ہے تو زیادتی کشف لازم آئے گا اور اگر درمیان میں کھڑی ہوتی ہے تو ترک تقدم لازم آتا ہے حالانکہ وہ مواظبت نبی ﷺ کی وجہ سے واجب ہے یعنی ان دو قباحتوں میں سے ایک قباحت ضرور ہو گی جسکی وجہ سے یہ عمل مکروہ تحریمی ہو گا۔[34] امام مالک کے نزدیک عورتوں کا عورتوں کی اقتداء میں نماز پڑھنا ناجائز ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک عورت کا عورتوں کے لیے امام ہونا مکروہ تحریمی ہے۔[35]

علامہ عبد الرحمان الجزیری کہتے ہیں: صحت امامت کی ایک شرط امام کا اصلی معنوں میں مرد ہونا ہے۔ مالکیہ کے نزدیک کسی عورت یا خنثیٰ مشکل کے لیے مردوں یا عورتوں کی امامت صحیح نہیں نہ فرض نماز میں نہ نفل میں یعنی امام کے لیے مرد ہونا بہر حال شرط ہے خواہ مقتدی کوئی بھی ہو۔[36]

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

امام احمد سے ایک روایت یہ ہے کہ عورت کی امامت غیر مستحب ہے، اصحاب رائے نے اسکو مکروہ کہا ہے لیکن اگر وہ پڑھیں گی تو نماز ہو جائے گی شعبی، نخعی اور قتادہ نے کہا ہے کہ نوافل میں عورت کا امامت کرانا جائز ہے فرائض میں جائز نہیں ہے حسن بصری اور سلمان بن یسار نے کہا ہے کہ عورت فرض میں امامت کرائے نہ نفل میں امام مالک نے کہا ہے کہ عورت کسی شخص کی کسی نماز میں امامت نہ کرے کیونکہ عورت کا آذان دینا مکروہ ہے تو جماعت کرانا بھی مکروہ ہے۔[37] علامہ قرطبی مالکی کے نزدیک: امام بخاری نے حضرت ابو بکرہؓ سے روایت کی ہے کہ

---

[32] ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، **جامع ترمذی**، (کراچی: نور محمد کارخانہ تجارت کتب، س۔ن)، ۲، حدیث: ۲۲۶۲

[33] نعیمی، احمد یار خان مفتی، **مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح**، (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۲۰۰۰ء)، ۲: ۱۸۳

[34] **عورت کی امامت**، ۳۲

[35] **تبیان القرآن**، ۱: 34

[36] **کتاب الفقہ**، ۱: ۵۰۷

[37] المغنی، ۲: ۱۷

جب رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی کہ اہل فارس نے کسریٰ کی بیٹی کو بادشاہ بنالیا ہے تو آپ نے فرمایا وہ قوم ہر گز فلاح نہیں پائے گی جس نے اپنے معاملات کا والی عورت کو بنادیا اور امام ابو داود نے عبد الرحمٰن خلاد سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام ورقہؓ کی زیارت کے لیے ان کے گھر جاتے تھے اور آپ نے ان کے لیے مؤذن مقرر کیا تھا جو ان کے لیے آذان دیتا تھا اور آپ نے ام ورقہ کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنے گھر والوں کو نماز پڑھائے لیکن امام شافعی نے فرمایا جو مرد عورت کے پیچھے نماز پڑھے وہ اپنی نماز دہرائے میں کہتا ہوں کہ ہمارے علماء نے کہا ہے کہ عورت کی امامت مطلقاً صحیح نہیں ہے مردوں کے لیے نہ عورتوں کے لیے امام مالک نے کہا کہ عورت کسی صورت میں امام نہ بنے اور اکثر فقہا کا یہی قول ہے۔[38]

علامہ مرغینانی حنفی لکھتے ہیں:

"ویکرہ للنساء ان یصلین وحدھن الجماعة لانھا لا تخلوعن ارتکاب محرم ۔۔۔۔۔"[39] تنہا عورتوں کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ (تحریمی) ہے کیونکہ یہ فعل حرام کے ارتکاب سے خالی نہیں ہے۔ عورت کی امامت اور سربراہی پر علامہ مفتی عبد الحکیم ایک جامع بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "والمراۃ راعیة اھل بیت زوجھا وولدہ وھي مسؤلة عنه" اور عورت اپنے شوہر کے گھر والوں اور اس کی اولاد پر نگران ہے اور وہی اس کی ذمہ دار ہے ثابت ہوا عورت کی ذمہ داری گھر کے نظام کی دیکھ بھال اولاد کی تربیت اور خانگی امور کا انتظام۔ اس کو گھر سے باہر کوئی ذمہ داری نہیں سونپی گئی اسلام میں سربراہی حکومت اور نماز کی امامت دونوں لازم وملزوم ہیں کہ حکومت کی سربراہی کو بھی شریعت کی اصطلاح میں امامت کہا گیا ہے۔ امام کا لفظ جس طرح نماز پڑھانے والے کے لیے استعمال ہوتا ہے اس طرح سربراہ حکومت کو بھی امام کہا جاتا ہے فقہائے کرام نماز کی امامت کو امامت صغریٰ اور حکومت کی سربراہی کو امامت کبریٰ کہتے ہیں۔ عورت خواہ تقویٰ اور طہارت کے کتنے بلند مقام پر فائز ہو چونکہ نماز میں مردوں کی امامت نہیں کر سکتی اس لیے اس کو امامت کبریٰ یا حکومت کی سربراہی کی ذمہ داری بھی نہیں سونپی جاسکتی حضرت ام ورقہ کی امامت ایک استثنائی مسئلہ ہے عمومی نہیں اس کے لیے مؤذن ایک شیخ کبیر کو مقرر کیا عورت کی آواز کا بھی پردہ ہے بہر کیف ان روشن خیال حضرات کے پاس یقیناً اس کا کوئی جواب

---

[38] قرطبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی، **الجامع لاحکام القرآن**، (ایران: مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو، ۱۳۸۷ھ)، ۱: ۳۵۵

[39] مرغینانی، ابو الحسن علی بن ابی بکر، **ہدایہ**، (ملتان: اولین مکتبہ امدادیہ، س۔ن)، ۱۰۳

نہیں کسی استثنائی امر سے کوئی عمومی قاعدہ کلیہ ثابت نہیں کیا جاسکتا اور یہ بھی ذہن نشین رہے کہ حضرت ام ورقہ مردوں اور عورتوں کی مخلوط جماعت نہیں کراتی تھی بلکہ یہ جماعت ان کے گھر میں ہوتی تھی اور اس میں صرف خواتین شرکت کرتی تھیں مرد شریک نہیں ہوا کرتے تھے۔[40]

دور جدید کی ایک عالمہ عورت کی امامت پر کچھ اس طرح اظہار خیال کرتی ہیں: سب سے بنیادی بات تو یہ ہے کہ اسلام مرد اور عورت میں بالکل امتیاز کرتا ہے وہ مرد کو مرد اور عورت کو عورت سمجھتا ہے اور اس کے مطابق تمام احکام دیتا ہے اسلام میں یہ کہیں بھی حکم نہیں ہے کہ مرد امام نہ ملے تو عورت کو امام بنالو اگر امام نہیں ہے تو تنہا نماز پڑھ لو لیکن عورت کو آگے کھڑا نہیں کرسکتے اگرچہ مرد جاہل ہو عورت عالمہ ہو لیکن وہ امامت نہیں کرسکتی آذان نہیں دے سکتی یہ سب کسی کمتری کی وجہ سے نہیں بلکہ اسلامی حدود و شعائر کی وجہ سے ہے۔[41]

عورت کا مردوں کی امامت کرانا: خواتین کی امامت کا دوسرا پہلو جس میں خواتین کی اقتداء میں صرف مرد ہوں بالاتفاق ناجائز اور ممنوع ہے۔

دلائل:

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت ابو بکرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایام جمل میں ہو سکتا تھا کہ میں اصحاب جمل کے ساتھ لاحق ہو جاتا اور ان کے ساتھ مل کر جنگ کرتا۔ اس موقع پر مجھے اس حدیث نے فائدہ پہنچایا جس کو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا کہ جب اہل فارس نے کسریٰ کی بیٹی کو اپنا حاکم بنالیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ قوم ہرگز فلاح (اخروی) نہیں پاسکتی جس نے اپنے معاملات میں ایک عورت کو حاکم بنالیا۔[42] حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تمھارے معاملات عورتوں کے سپرد ہوں تو تمھارے لیے زمین کا نچلا حصہ اس کے اوپر کے حصے سے بہتر ہے۔[43] امام شافعی نے فرمایا جو مرد عورت کے پیچھے نماز پڑھے وہ

---

[40] محمد عبد الحکیم مفتی اعظم (آزاد کشمیر)، **فتاویٰ حکیمیہ**، (میرپور، آزاد کشمیر: اشاعت القرآن اسلام ریسرچ انسٹی ٹیوٹ)، ۱: ۶۴۳۔۶۴۲

[41] آپا نثار فاطمہ، **خواتین کے حقوق**، (لاہور: قندیل پبلی کیشنز اردو بازار، س۔ن)، ۷۶۔۷۵

[42] بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، **صحیح البخاری**، حدیث: ۴۴۲۵

[43] ایضاً

اپنی نماز دہرائے کیونکہ عورت کی امامت مطلقاً صحیح نہیں ہے مردوں کے لیے نہ عورتوں کے لیے اور امام مالک نے کہا کہ عورت کسی صورت میں امام نہ بنے اور اکثر فقہا کا یہی قول ہے۔ [44]

شرح قدوری میں ہے: ولا یجوزللرجال ان یقتدو ابامرۃ او صبی۔۔۔۔ [45] اور مردوں کو یہ جائز نہیں کہ وہ اقتداء کریں عورت کی یا بچہ کی۔ فقہ کی معروف کتاب کنزالد قائق میں ہے: وفسد اقتداء رجل بامرۃ اوصبی۔۔۔۔ [46] اور کسی مرد کو عورت یا لڑکے (نابالغ) کا مقتدی ہونا درست نہیں ہے۔

علامہ مرداوی حنبلی لکھتے ہیں:

ہمارا مذہب یہ ہے کہ عورتوں کا مردوں کی امامت کرانا مطلقاً جائز نہیں ہے۔ [47]

امام نووی شافعی لکھتے ہیں:

اگر عورت مردوں کو نماز پڑھائے تو مردوں کی نماز باطل ہو جائے گی اور اگر عورت عورتوں کو نماز پڑھائے تو جمعہ کی نماز کے سوا یہ تمام نمازوں میں صحیح ہے اور جمعہ کی نماز میں دو قول ہیں زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ یہ نماز نہیں ہو گی اور دوسرا قول یہ ہے کہ نماز ہو جائے گی۔ [48] ابن رشد کے نزدیک: علماء نے عورت کی امامت کے مسئلہ میں اختلاف کیا ہے جمہور فقہا کی رائے ہے کہ وہ مردوں کی امامت نہیں کر سکتی خود عورتوں کی امامت کے بارے میں اختلاف ہے امام شافعی اسے جائز امام مالک کے نزدیک ممنوع امام ابو ثور اور امام طبری اس کی امامت کو جائز کہتے ہیں جمہور نے عورت کے لیے مردوں کی امامت کو متفقہ طور پر ناجائز اس لیے قرار دیا ہے کہ اگر عورت کی امامت جائز ہوتی تو صدر اول سے منقول ہوتی اس لیے نماز میں ان کے لیے مسنون یہی ہے کہ وہ مردوں کے بعد پڑھیں اس لیے ان کی امامت جائز کیسے ہو سکتی ہے۔ [49]

---

44 قرطبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی، **الجامع الاحکام القرآن**، (ایران: مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو، ۱۳۸۷ھ)، ۱ : ۳۵۶۔۳۵۵

45 گنگوہی، محمد حنیف، الصبح النوری شرح مختصر القدوری، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، ۱۳۹۷ھ)، ۱ : ۱۲۲

46 کنزالد قائق، (ملتان: مکتبہ امدادیہ، ۱۳۴۸ھ)، ۵۸

47 مرادوی، ابو الحسن علی بن سلیمان حنبلی الانصاف، (بیروت: داراحیاء التراث العربی، ۱۳۷۶ھ)، ۲ : ۲۶۳

48 نووی، یحییٰ بن شرف، شرح المہذب، (بیروت: دارالفکر)، ۴ : ۲۵۵

49 ابن رشد، قاضی ابو الولید محمد بن احمد مالکی، **ہدایۃ المجتھد**، ترجمہ: ڈاکٹر عبد اللہ فہد فلاحی توصیف، (لاہور: پبلی کیشنز اردو بازار، ۲۰۱۱ء)، ۲۱۶۔۲۱۵

عورت کا عورتوں اور مردوں کی امامت کرانا: دور حاضر میں عورت کی امامت کا یہ پہلو زیادہ موضوع بحث ہے۔ متقدمین کے نزدیک ناجائز ہے تاہم متاخرین اس کے قائل ہیں۔ مخالفین کے دلائل عورت کا عورتوں کی امامت کی بحث میں ترمذی، ابو داود اور صحیح ابن خزیمہ کے حوالے سے اور امام مالک اور ابو حنیفہ کے نزدیک اس کا ناجائز اور مکروہ تحریمی ہونا گذشتہ صفحات میں بیان ہو چکا ہے ان کے نزدیک جب عورت عورتوں کی امامت نہیں کرا سکتی تو عورت کا عورتوں اور مردوں کی مخلوط امامت کرانا بدرجہ اتم ناجائز اور ممنوع ہو گا۔ مجمع الزوائد میں ہے:

"عن ام حمید قالت قلت یا رسول اللہ ﷺ یمنعنا ازواجنا ان تصلی معک و نحب الصلوٰۃ معک فقال رسول اللہ ﷺ صلا تکن فی بیو تکن افضل من صلا تکن فی حجر کن وصلاتکن فی حجر کن افضل من صلاتکن فی دورکن وصلا تکن فی دور کن افضل من صلاتکن فی الجماعۃ"[50] ام حمید بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے شوہر ہم کو آپ کے ساتھ نماز پڑھنے سے روکتے ہیں اور ہم آپ کے ساتھ نماز پڑھنا چاہتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمھارا گھروں میں نماز پڑھنا بیرونی کمروں میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور تمھارا بیرونی کمروں میں نماز پڑھنا حویلیوں میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور تمھارا حویلیوں میں نماز پڑھنا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

امام نسفی لکھتے ہیں: "وکرہ امامۃ العبد ـــــ وجماعۃ النساء"[51] اور غلام کی امامت اور عورتوں کی جماعت مکروہ ہے۔ صاحب قدوری نے بھی یہی کہا ہے۔ "و یکرہ للنساء ان یصلین وحدھن بجماعۃ"[52] اور مکروہ ہے عورتوں کے لیے کہ محض عورتیں جماعت کریں۔ علامہ ابن حزم لکھتے ہیں: عورت مردوں کی امامت نہیں کرا سکتی جبکہ مرد عورتوں کی امامت کرا سکتا ہے۔ مزید یہ کہ عورت نہ آذان دے سکتی ہے اور نہ مردوں کی جماعت میں تکبیر کہہ سکتی ہے۔[53] دور جدید کے مفتی شیخ محمد بن صالح العثیمین (۲۰۰۱ـ۱۹۲۵) کا فتویٰ یہ ہے کہ عورت مرد کی امام نہیں بن سکتی چاہے وہ اس کا خاوند ہو بیٹا ہو یا باپ ہو نبی ﷺ نے فرمایا "لن یفلح قوم ولّوا أمرھم

---

50 الہیثمی، حافظ نور الدین علی بن ابی بکر، **مجمع الزوائد**، (بیروت: مطبوعہ دار الکتاب العربی، ۱۴۰۲ھ)، ۲ : ۳۳

51 نسفی، ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود، **کنز الدقائق**، (ملتان: مکتبہ امدادیہ، ۱۳۴۸ھ)، ۵۸

52 القدروی، ابو الحسن احمد بن ابی بکر البغدادی، **مختصر القدوری**، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، ۱۳۱۷ھ)، ۱: ۹۸

53 ابن حزم، ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم المحلی، (بیروت: دار التراث العربی، ۱۳۴۷ھ)، ۳ : ۱۳۶ـ۱۳۵

امرأۃ''[54] وہ قوم کبھی فلاح نہیں پاسکتی جس نے اپنا معاملہ کسی عورت کے سپرد کر دیا ہو۔عورت اگر مرد سے زیادہ پڑھی لکھی ہو تب بھی وہ مرد کے لیے منصب امامت کی اہل نہیں باقی رہا آپ کا یہ ارشاد ''یؤم القوم اقرأھم الکتاب للہ''[55] لوگوں کی امامت وہ شخص کرائے (نماز پڑھائے) جو کتاب اللہ کا زیادہ قاری ہو تو عورت مرد کے ساتھ یکجا ہونے کی صورت میں اس حکم کی مخاطب نہیں ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''یایھا الذین آمنو ا لا یسخر قوم من قوم۔۔۔خیر منھن''[56] اے ایمان والوں کوئی قوم دوسری قوم کا تمسخر نہ اڑائے اور نہ عورتیں دوسرے عورتوں کا تمسخر اڑائیں ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے معاشرے کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا ہے یعنی مرد اور عورتیں اس بنا پر مذکورہ صورت میں عورت (یؤم القوم اقرأھم الکتاب للہ) کے عموم میں داخل نہیں۔[57] مصر کے عالم اور مفکر شیخ یوسف القرضاوی نے عورت کی Mixed gender امامت کو اسلامی تعلیمات کے منافی قرار دیا ہے اس مسئلے پر کچھ اسطرح اظہار خیال کرتے ہیں:

A woman could not lead a mixed group including non-mahram males. The currently extant juristic schools agree that it is not permissible for woman to lead men in the obligatory prayer. Though some scholars voice the opinion that under certain circumstances a woman who is well versed in the Quran may lead the members of her family including men in prayer on the basis that there is no room for stirring instinct in this case Al-Qaradawi berated her action on Al-Jazeera calling it un-Islamic and eretical [58]

فقہی انسائیکلو پیڈیا، کویت میں امامت کی شرائط میں مرد ہونا' بھی ذکر کیا گیا ہے:

''یشترط لإمامة الرجال أن یکون الإمام ذکرًا، فلا تصح إمامة المرأة للرجال وھذا متفق علیه بین الفقھاء''[59] مردوں کی امامت کے لئے یہ بات شرط ہے کہ امام مرد ہو-کیونکہ عورت کی مردوں کے لئے امامت درست نہیں ہے اور یہ مسئلہ فقہا کرام کے مابین اتفاقی ہے۔

---

54 صحیح بخاری، حدیث: ۴۴۲۴

55 ایضاً

56 الحجرات:۱۱

57 www.fatawaforwomen.com/port/174/mar

58 en.wikipedia.org/wiki/amina wadud

59 فقہی انسائیکلوپیڈیا، (کویت: الموسوعۃ الفقھیۃ)،۶ : ۲۰۴

دورِ حاضر کے نامور فقیہ ڈاکٹر وہبہ زحیلی اپنی کتاب میں فرماتے ہیں: ''فلا تصح إمامة المرأة والخنثى للرجال لا في فرض ولا في نفل''[60] مردوں کے لئے عورت اور مخنث کی امامت علیٰ الاطلاق درست نہیں ہے، نہ فرض میں، نہ نفل میں۔

موافقین کے دلائل:

دور حاضر کی ایک ماہر علمی شخصیت ڈاکٹر حمید اللہ نے سنن ابی داؤد اور مسند احمد بن حنبل کے حوالے سے حضرت ام ورقہؓ کے بارے میں لکھا ہے کہ اسے رسول اللہ ﷺ نے ایک مسجد کا امام مامور فرمایا تھا اور یہ بھی کہ ان کے پیچھے مرد بھی نماز پڑھتے تھے اور یہ کہ ان کا مؤذن ایک مرد تھا ظاہر ہے کہ مؤذن بھی بطور مقتدی ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہو گا یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ عورت کو امام بنایا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اس حدیث کے متعلق یہ گمان ہو سکتا ہے کہ یہ شاید ابتدائے اسلام کی بات ہو اور بعد میں رسول اللہ ﷺ نے اس کو منسوخ کر دیا ہو۔ لیکن اس کے برعکس یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ام ورقہؓ حضرت عمرؓ کے زمانہ تک زندہ رہیں اور اپنے فرائض سر انجام دیتی رہیں۔ اس لیے ہمیں سوچنا پڑے گا۔ ایک چیز جو میرے ذہن میں آتی ہے وہ عرض کرتا ہوں کہ بعض اوقات عام قاعدے میں استثناء کی ضرورت پیش آتی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے استثنائی ضرورتوں کے لیے یہ استثنائی تقرر فرمایا ہو گا۔[61]

موصوف ایک اور مقام پر کہتے ہیں: ''اس بارے میں فقہاء نے بڑی بحثیں کی ہیں کہ عورت کی امامت جائز ہے یا نہیں کوئی کہتا ہے کہ ام ورقہؓ کا واقعہ ابتدائے اسلام سے ہے بعد میں منسوخ ہو گیا مگر ایسی کوئی حدیث نہیں ملتی جس میں بی بی کو بعد میں امامت سے ممانعت کر دی گئی ہو کوئی کہتا ہے کہ یہ انفرادی اور خصوصی اجازت ہے۔ ابھی گذشتہ ہفتے کی بات ہے یہاں اسکی ضرورت پیش آئی ایک افغان لڑکی نے ڈنمارک کے ایک طالب علم سے شادی کر لی اور اس کی کوشش سے شوہر بھی مسلمان ہو گیا وہ مجھ سے پوچھنے آئی کہ میرے شوہر کو ابھی سورہ فاتحہ تک یاد نہ ہو سکا تشہد ثنا وغیرہ بہت دور ہیں کیا میں اسکی امامت کر سکتی ہوں میں نے کہا کہ فقہاء تو اجازت نہیں دیتے لیکن جب

---

[60] زحیلی، ڈاکٹر وہبہ، الفقہ الاسلامی وادلتہ، (بیروت: مطبوعہ دارالفکر، ۱۴۰۵ھ)، ۲ : ۱۷۵

[61] ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، فکر و نظر جولائی۔ ستمبر ۱۹۸۸ء، ۹۲۔۹۳،

تک تمہارے میاں کو دو تین سورتیں یاد نہ ہو جائیں حضرت ام ورقہؓ کی طرح تم ہی نماز پڑھا دیا کرو کہنے لگی "صدقے جاؤں اس نبی ﷺ کے جو ہمارے فقہاء سے زیادہ وسیع النظر ہے۔[62]

دور جدید کے ایک اور سکالر جاوید احمد غامدی کے نزدیک یہ کوئی حلال و حرام اور جائز و ناجائز کا مسئلہ نہیں ہے وہ کہتے ہیں کہ عورت اور مرد کی امامت کے بارے میں شریعت میں کوئی قانون سازی نہیں کی یعنی یہ نہیں کہا گیا کہ امامت مرد کرے عورت نہ کرے نہ یہ بات قرآن میں ہے نہ حدیث میں ہے حضرت ام ورقہؓ والی حدیث (کانت تؤم دارھا) کے حوالے سے کہتے ہیں کہ عام طور پر اس سے یہی مطلب لیتے رہے کہ حضرت ام ورقہؓ خواتین کی امامت کراتی رہی لیکن جو مؤذن مقرر کیا تھا وہ بھی تو اسکی اقتداء میں نماز پڑھتا ہو گا اور مزید یہ کہ "دارھا" کے لفظ میں مرد اور عورتیں سب شامل ہیں اسکے علاوہ حضرت ام ورقہؓ حضرت عمرؓ کے دور میں بازار کے معاملات یعنی مارکیٹ کمیٹی کی چیئرپرسن بھی مقرر کی گئی علامہ غامدی ایک اور خاتون غزالہ نامی کا حوالہ بھی دیتے ہیں۔ حضرت علی کے دور میں جب خوارج کا معاملہ درپیش ہوا تو اس خاتون نے خوارج کی قیادت کی ان کی امامت بھی کی اور جمعے بھی پڑھائے ان کے نزدیک یہ کوئی حلال و حرام کا مسئلہ نہیں اگر کسی وقت خواتین اصرار کرتی ہیں تو وہ امامت کرا لیں اسکو جائز و ناجائز کا معاملہ نہ بنایا جائے اسلام نے اس معاملہ میں کوئی پابندی نہیں لگائی اور حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے جو امامت کرائی وہ کوئی سنت نہیں بلکہ ایک اتفاقی امر ہے۔([63])

امریکن اسلامی سکالر حمزہ یوسف کے نزدیک عورت کی امامت جائز ہے لکھتے ہیں:

I think if a woman lead the prayer, it is not haram , but it is makrooh. It is best to avoid it. I think this rule is in place not because men are superior and women are inferior, but because in namaz one has to avoid all distraction and get one with God. Both of them can get distracted, the woman who is praying ahead of a man and a man who is praying behind of a woman [64]

دور جدید کے کویتی اسلامی سکالر ڈاکٹر خالد ابو الفضل کے نزدیک اگر عورت مرد کی نسبت زیادہ علم اور صلاحیت رکھتی ہے تو وہ mixed gender کی امامت کرا سکتی ہے اور اسے منع نہیں کرنا چاہیے ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

---

[62] محمد عالم مختار حق، نگارشات ڈاکٹر حمید اللہ ،(ملتان: بیکن بکس گلگشت، ۲۰۰۴ء)، ۶۶

[63] ghamidigi.com /javedahmad ghamdi

[64] www.paklinks.com/forum/hangant

Consequently, in my opinion, priority ought to be given to what is in the best interest of the community, and knowledge is the ultimate good. It seems to me that if a female possesses greater knowledge than a male. If a female is more capable of setting a good example in terms of how she recites the Quran and also in terms of teaching the community more about the Islamic faith, a female ought not to be precluded from leading jumu'a simply on the grounds of being female. I also agree that if a female leads prayer, the males should not stand directly behind her, she could ahead of the lines with the men Standing to her side. [65]

جائزہ :

احادیث، فقہاء اور علمائے اسلام کی تصریحات کی روشنی میں اس بات کی گنجائش ہے کہ عورت کا امامت کرانا جائز ہے تاہم بعض حنفی فقہاء سے مکروہ تحریمی ہونے کی تصریح ملتی ہے مثلاً صاحب ہدایہ کے نزدیک یہ فعل حرام کے ارتکاب سے خالی نہیں اور حضرت عائشہؓ کا جماعت کرانا ابتدائے اسلام پر محمول ہے۔ اسی طرح صاحب قدوری عورتوں کے لیے محض عورتوں کی جماعت کو مکروہ کہتے ہیں: ''ویکرہ للنساء ان یصلن وحدھن''[66] اور امام نسفی اس کو مکروہ گردانتے ہیں ''وکرہ امامۃ العبد۔۔ وجماعۃ النساء''[67] ان کے نزدیک ابو داؤد ابن خزیمہ اور ابن حبان کی روایت کے مطابق عورت کی افضل نماز جو گھر کی تاریکی اور تہہ خانہ میں پڑھی جائے۔ علاوہ ازیں حضرت عائشہؓ کی روایت طبرانی کے حوالے سے ''لا خیر فی جماعۃ النساء الا فی مسجد جماعۃ''[68] خواتین کی جماعت میں خیر نہیں۔ لیکن جیسے جیسے حالات بدلتے ہیں اور جو چیز اکثر صریح طور پر ثابت نہیں ہوتی اس میں فقہاء کی اپنی رائے کا بھی دخل ہوتا ہے اس میں اجتہاد کا بھی دخل ہوتا ہے اس قسم کے مسائل میں خاص طور پر جیسے جیسے زمانہ بدلتا ہے تو تغیر زمانہ کے اعتبار سے ترمیم کی ہمیشہ گنجائش رہتی ہے خواتین کی امامت کے عدم جواز کے لیے (عورتوں کی گھر کی تاریکی اور تہہ خانہ میں نماز افضل) دلیل جماعت کی نفی نہیں کرتی ابن الہمام کہتے ہیں کہ جماعت تو وہاں بھی ہو سکتی ہے۔[69] اور لا خیر فی جماعۃ النساء کے متعلق صاحب اعلاء السنن کہتے ہیں ''ان

---

[65] www.scholar of the house.org/home/fatawas by Dr. Abou el fadl

[66] القدوری، ابو الحسن علی بن ابی بکر الغدادی، **مختصر القدوری**، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، ۱۳۹۷ھ)، ۱ : ۱۲۲

[67] نسفی، ابو البرکات عبداللہ بن احمد بن محمود، **کنزالدقائق**، (ملتان: مکتبہ امدادیہ، ۱۳۴۸ھ)، ۵۸

[68] اعلاء السنن، ۴، حدیث: ۱۲۱۹

[69] ابن ہمام، کمال الدین، **فتح القدیر**، (بیروت: مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۵ھ)، ۱ : ۳۰۹

روایتها تدل علی کراهة جماعة النساء وعملها علٰی نفس الا باحة وکراهة شی لا تنافی جوازه''[70]
حضرت عائشہ کی روایت خواتین کی جماعت کی کراہت اور ان کا عمل اباحت پر دلالت کرتا ہے اور شے کا مکروہ ہونا اس کے جواز کے منافی نہیں روایت کی راوی حضرت عائشہؓ کا اپنا عمل انها امتهن فقامت بینهن فی صلوٰة مکتوبة[71] اپنی روایت کے خلاف ہے اور جب راوی کا عمل روایت کے خلاف ہو تو گویا روایت قابل حجت نہیں ہوتی اور راوی کا عمل اسکے منسوخ ہونے کی دلیل بن جاتا ہے کتاب الاثار کے حوالے سے امام اعظمؒ نے خود ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ کا عمل (خواتین کی جماعت کروانا) نقل کیا اب کیسے ممکن ہے کہ امام صاحب اس کی مخالفت کریں ان کے ہاں تو ضابطہ ہے کہ جب صحابی کی رائے اور عمل سامنے آجائے تو اسکی پیروی کی جائے گی اختلاف کی صورت میں کسی صحابی ہی کے قول کو ترجیح دی جائے گی جب زیر بحث مسئلہ میں ام المؤمنین کا عمل امام صاحب خود روایت فرمارہے ہیں تو اسکی مخالفت کرتے ہوئے اسے مکروہ تحریمی کیسے قرار دے سکتے ہیں۔

علامہ عبد الحیٔ لکھنوی کہتے ہیں:

''فهذه القدرینفی الکراهة التحریمیة کیف ولو کان کذلک لماامرالنبی ﷺ ام ورقة بما امرها ولما ارتکبت عائشة وام سلمة فعلها والظاهران محمد بن الحسن اشارفی کتاب الاثار الی هذا حیث قال لا یعجبنا ان تؤم المرأة والذی یظهران بالکراهة لا سیمابالتحریمة من تخریجات المشائخ علی حسب افهامهم ومذعوماتهم لا من کلام ائمتهم''[72] وہ چیز کراہت تحریمی کی نفی کرتی ہے اور یہ کیوں نہ ہو کیونکہ اگر یہ عمل مکروہ تحریمی ہوتا تو نبی ﷺ ام ورقہؓ کو اس کا حکم نہ دیتے سیدہ عائشہؓ اور سیدہ ام سلمہؓ یہ عمل نہ کرتیں اور ظاہر بھی یہی ہے امام محمد نے کتاب الاثار میں یہ کہہ کر کہ ہمیں امامت عورت پسند نہیں اسی طرف اشارہ کیا ہے اب جو چیز واضح ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ قول کراہت خصوصاً تحریمی مشائخ احناف کی اپنی رائے ہے یہ ائمہ احناف کا قول نہیں۔ فقھائے احناف اس مسئلہ پر متفق ہیں کہ جنازہ میں خواتین کی امامت عورت کرا سکتی ہے۔ ہدایہ کے حاشیہ العنایہ میں ہے۔''ان امامتهن فی صلوٰة الجنازة غیرمکروهة''[73] نماز جنازہ میں عورت بغیر کسی کراہت کے

---

[70] اعلاء السنن، ۴، حدیث:۱۲۱۹

[71] مصنف عبد الرزاق، ا : ۱۴۰، حدیث:۵۰۸۶

[72] لکھنوی، عبد الحیٔ، **تحفة النبلاء فی جماعة النساء**، (مطبع یوسفی ہند س۔ن)، ۹

[73] بابرتی، محمد بن محمود، **عنایہ**، (بیروت: دارالکتب العلمیہ، ۱۴۱۵ھ)، ا : ۲۰۶

خواتین کی جماعت کرواسکتی ہے۔امام ابن ہمام بھی لکھتے ہیں" اعلم ان جماعتھن لا تکرہ فی صلوٰۃ الجنازۃ"[74] واضح رہے کہ خواتین کی جماعت جنازہ میں مکروہ نہیں۔

عورت کی امامت کا دوسرا پہلو جس میں ایک عورت کی اقتداء میں صرف مرد ہوں بالاتفاق متقدمین و متاخرین فقہاوعصر حاضر کے دانش ور اران کے نزدیک ناجائز اور ممنوع ہے۔پوری اسلامی تاریخ میں کوئی ایک مثال بھی ایسی نہیں ملتی جس میں کسی عورت نے صرف اور صرف مردوں کی امامت کرائی ہو۔ڈاکٹر حمید اللہ نے افغان لڑکی کو اپنے خاوند کی امامت کی اجازت دی لیکن ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ فقہاء اس کی اجازت نہیں دیتے ڈاکٹر موصوف نے اگر ام ورقہ والی حدیث کو بنیاد بنایا ہے تو اس میں '' اھل دارھا'' کے الفاظ ہیں جس میں مرد وعورتیں شامل تھیں۔اگرچہ اس پر بھی مخالفین نے کلام کیا ہے۔حالانکہ فکر و نظر کے حوالے سے بقول ڈاکٹر احمد حسن ڈاکٹر موصوف عورت کی امامت میں مردوں کی اقتداء کے عدم جواز کے قائل ہیں لکھتے ہیں: جہاں تک فرض اور تراویح کی نماز میں خواتین کا مردوں کی امامت کرنے کا تعلق ہے تو جمہور فقہاء کے نزدیک یہ جائز نہیں ہے ڈاکٹر صاحب (محمد حمید اللہ) نے خود بھی اس واقعہ (ام ورقہؓ) کو استثنائی حکم قرار دیا ہے۔[75] اگر استثنائی حکم مان لیا جائے تو پھر بھی ام ورقہؓ نے صرف مردوں کی امامت تو نہیں کرائی۔

عورت کی امامت کا تیسرا پہلو جس میں عورت کا عورتوں اور مردوں کی امامت کرانا خاصہ توجہ طلب ہے۔ قرآن و حدیث اور آثار و اقوال کی روشنی میں جمہور کے نزدیک ناجائز ہے لیکن دور جدید کے بعض علماء اس میں گنجائش کا پہلو نکالتے ہیں مثلاً ڈاکٹر حمید اللہ کی فکر جو گذشتہ صفحات میں پیش کی گئی ہے درحقیقت موصوف کی اس فکر سے غلط فہمیاں پیدا ہو رہی ہیں کہ حضرت ام ورقہ ایک مسجد میں امامت فرماتی تھیں اور ان کے پیچھے مرد بھی نماز پڑھتے تھے اور یہ حضرت عمرؓ کے زمانہ تک فریضہ انجام دیتی رہیں۔اپنے آپ کو ترقی پسند مسلمان کہلانے والے صحافی اور دانشور موصوف کے اس بیان سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ عہد نبوی میں تو خواتین مساجد میں امامت بھی کراتی تھیں اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو مردوں کے مساوی حقوق دیے تھے اور اب عورت کا یہ حق کیوں سلب کیا جارہا ہے۔عورت کی عورتوں اور مردوں کی امامت کرانے کے جواز کے لیے حضرت ام ورقہؓ والی حدیث کو بطور

74 فتح القدیر،١ : ٢٠٧

75 ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، فکر و نظر،١٩٣، جولائی۔ستمبر ١٩٨٨ء

دلیل پیش کیا جاتا ہے حالانکہ اس حدیث پر امام ابن خزیمہ نے درج ذیل باب باندھا ہے۔ ''باب امامة المرأة النساء فی الفریضة''[76]

امام ابو بکر بن المنذر نیشاپوری فرماتے ہیں:''ذکر امامة المرأة النساء فی الصلوٰ ة المکتوبة''[77] ان دونوں محدثین کرام کی تبویب سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث میں ''اهل دارها'' سے مراد عورتیں ہیں مرد مراد نہیں ہیں اور محدثین کرام میں اس تبویب پر کوئی اختلاف نہیں ہے قرآن عورتوں کی بابت کہتا ہے:''وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ........''[78] ''تم اپنے گھروں میں ٹک کر رہو'' یعنی بغیر ضروری حاجت کے گھر سے باہر نہ نکلو۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عورت کا دائرہ عمل اُمورِ سیاست و جہاں بانی نہیں، معاشی جھمیلے نہیں، امامت و خطابت کے فرائض ادا کرنے نہیں، بلکہ گھر کی چار دیواری کے اندر رہ کر امورِ خانہ داری سر انجام دینا ہے۔ حضرت ام ورقہ والی حدیث جس پر مسئلہ امامت زن کا دارومدار ہے اس میں کئی امور قابل ذکر ہیں اول تو اس کی صحت متفق علیہ نہیں محققین حدیث کی اکثریت نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ تاہم بعض نے اسے حسن تسلیم کیا ہے۔ اگر اس کو حسن درجے پر تسلیم کر لیا جائے تو یہ ایک استثنائی صورت ہے۔ جس کی دلیل یہ ہے کہ نبی ﷺ کے زمانے میں بھی حضرت ام ورقہ کے علاوہ کسی اور عورت کو اپنے محلے یا گھر میں اذان کے ساتھ نماز پڑھانے کا حکم نہیں دیا گیا۔ اسی طرح عہد صحابہ و تابعین سے لے کر آج تک امت مسلمہ میں اس کا کہیں اہتمام نہیں کیا گیا۔ لہٰذا استثناء کو عمومی حکم بنا دینا اور اس کی بنیاد پر عام حالات میں مخلوط جماعت کیلئے عورت کی امامت کو جائز قرار دینا شریعت اسلامی کے منافی ہے۔

دوسرا قابل توجہ پہلو یہ ہے کہ زیر بحث حدیث میں کسی لفظ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت ام ورقہ کے پیچھے کوئی مرد بھی نماز پڑھتا تھا۔ محض اس بات سے کہ شیخا کبیرا ایک بوڑھا شخص ان کیلئے اذان کہتا تھا یہ استدلال نہیں کیا جا سکتا کہ وہ نماز بھی حضرت ام ورقہ کے پیچھے پڑھتا تھا۔ کیونکہ یہ احتمال بھی ہے کہ اذان دینے کے بعد نماز مسجد نبوی ﷺ میں ہی آکر پڑھتا ہو۔ جیسا کہ مسند احمد بن حنبل کی شرح الفتح الربانی میں ہے۔ ''فیحتمل ان المؤذن کان یؤذن

[76] ابن خزیمہ، محمد بن اسحاق، **صحیح ابن خزیمہ**، (بیروت: مکتب اسلامی، ۱۳۹۵ھ)، ۳ : ۸۹، حدیث: ۱۶۹۱

[77] نیشاپوری، ابو بکر بن المنذر، الاوسط فی السنن والاجماع والاختلاف، (بیروت: دارالفکر، س۔ن)، ۴ : ۲۲۶

[78] الاحزاب: ۳۳

لها ثم يذهب الی المسجد ليصلی فيه''[79] ممکن ہے کہ مؤذن اذان دے کر مسجد نبوی ﷺ میں نماز پڑھنے کیلئے چلا جاتا ہو۔ اور یہ احتمال زیادہ قوی ہے کیونکہ مسجد نبوی ﷺ میں نماز کی جو فضیلت ہے وہ گھر میں نماز پڑھنے کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے۔ جب اس میں دونوں احتمال ہیں تو پھر اس احتمال کو ترجیح کیوں نہ دی جائے جو اسلامی تعلیمات کے عین مطابق بھی ہے اور صحابہ کرام کے مزاج و سیرت کے موافق بھی۔

امام ابو الحسن الدار قطنیؒ فرماتے ہیں:

"حدثنا احمد البغوی : ثنا عمر بن شيبه ثنا ابو احمد الزبيری : نااابو ليد بن جميع عن امه بن العباس عن ام ورقهؓ ان رسول الله ﷺ اذن لها ان يؤذن لها ويقام وتؤم نساءها ''[80]

بے شک رسول اللہ ﷺ نے ام ورقہ کو اسکی اجازت دی تھی کہ ان کے لیے آذان اور اقامت کہی جائے اور وہ (گھر، محلے کی) اپنی عورتوں کی (نماز میں) امامت کریں۔ اس روایت کی سند حسن ہے۔ ابو احمد بن عبداللہ الزبیری صحاح ستہ کے راوی اور جمہور کے نزدیک ثقہ ہیں لھٰذا صحیح الحدیث ہیں اس صحیح روایت نے اس بات کا قطعی فیصلہ کر دیا"اهل دارها "سے مراد ام ورقہ کے گھر، محلے اور قبیلے کی عورتیں ہیں مرد مراد نہیں ہیں اس سے معلوم ہوا کہ ام ورقہ کے پیچھے ان کا مؤذن نماز نہیں پڑھتا تھا بعض جدت پسند کہتے ہیں کہ یہ دار قطنی کے اپنے الفاظ ہیں حدیث کے الفاظ نہیں کیونکہ سنن دار قطنی کے علاوہ حدیث کی کسی کتاب میں یہ اضافہ نہیں اس لیے یہ اضافہ بطور دلیل پیش نہیں کیا جا سکتا اسکا جواب یہ ہے کہ امام دار قطنی ثقہ اور قابل اعتماد امام ہیں جب حدیث نے بذات خود حدیث کا مفہوم متعین کر دیا ہے اور محدثین کرام بھی اس حدیث سے عورت کا عورت کی امامت کرانا ہی سمجھ رہے ہیں تو پھر لغت کی مدد سے اور الفاظ کے ہیر پھیر سے عورتوں کو مردوں کا امام بنا دینا امت مسلمہ میں اختلاف و انتشار پھیلانے کے مترادف ہے۔ حالانکہ آثار سلف صالحین سے صرف عورت کا عورتوں کی امامت کرانا ہی ثابت ہوتا ہے عورت کا مردوں کی امامت کرانا یہ کسی اثر سے ثابت نہیں۔

ابن جریج نے کہا ہے: ''تؤم المرأة النساء من غيران تخرج امامهن ولكن تحاذيبهن فی المكتوبة والتطوع''[81] عورت جب عورتوں کی امامت کرائے گی تو وہ آگے کھڑی نہیں ہو گی بلکہ ان کے برابر (صف میں ہی)

[79] عبدالرحمٰن البنا، الفتح الربانی شرح مسند احمد بن حنبل، (بیروت: مطبوعہ دار الفکر)، ۵ : ۲۳۴

[80] سنن دار قطنی، ۱ : ۲۷۹، حدیث: ۱۰۶۹

[81] صحیح مسلم، حدیث: ۵۰۸۰

کھڑی ہو کر فرض و نفل پڑھائے گی۔ حضرت ام ورقہؓ کی امامت والی حدیث کے متعلق دور جدید کے سکالر مفتی محمد خان قادری کہتے ہیں: بعض اہل علم نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ عورت مردوں کی امامت بھی کرواسکتی ہے کیونکہ ام ورقہؓ کو آپ ﷺ نے اہل دار (بستی کے مکینوں) کا امام مقرر فرمایا تھا تو اس میں خواتین کے علاوہ مرد بھی تھے لیکن ان کا یہ استدلال درست نہیں اس لیے کہ روایات میں تصریح آچکی ہے کہ اس سے مراد صرف خواتین ہی تھیں۔[82]

مذکورہ مسئلہ کے متعلق علامہ غامدی کی فکر شریعت کے مزاج کے سراسر خلاف ہے وہ چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ میں مردوں کی امامت کو اتفاقی امر قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ حدیث و فقہ کا ایک ذخیرہ اس حوالے سے موجود ہے۔ ایک خاتون کے سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ امامت کا معاملہ نسل نو کے مردوزن پر چھوڑ دیا جائے جس میں جرأت اور صلاحیت ہوگی وہ اس حق کو حاصل کرلے گا۔ اس طرح کا جواب امت میں فساد کا باعث بنے گا۔ موصوف کی یہ فکر مغرب کے صنفی مساوات کے نظریہ کو تقویت دیتی ہے جس کے مطابق عورت کو مساوی درجہ دینے کے لیے زندگی کے تمام شعبوں میں مرد کے شانہ بشانہ کھڑا کرنا ضروری تھا چونکہ اسلام میں عورت اور مرد کا دائرہ کار الگ الگ ہے اسی لیے یہ پروپیگنڈہ کیا گیا کہ اسلام میں عورت کا درجہ کمتر ہے۔ مردوزن کی مساوات ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے مگر اس کا مطلب عمل میں مساوات نہیں بلکہ حیثیت میں مساوات ہے۔ مساوات انسانی یہ نہیں کہ ہر آدمی وہی کام کرے جو دوسرا کر رہا ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک کو یکساں عزت و احترام ملے مغرب کی اس غیر فطری مساوات کے نتیجے میں عورت کا مرتبہ کمتری کی آخری حدوں کو چھو رہا ہے۔ گھر کو چھوڑ کر دفتر، کارخانے کی ملازمت سے کھیل اور ماڈلنگ تک جس شعبے میں اس نے قدم رکھا نسوانیت اس سے دور ہوتی چلی گئی۔ عزت و حرمت ختم ہوگئی۔ اس کو وائف کے بجائے طوائف بنادیا گیا۔

اب ہم عصر جدید میں ہونے والے ان واقعات کا جائزہ لیتے ہیں جس میں عورت نے منصب امامت کی ذمہ داری سرانجام دی۔ مارچ ۲۰۰۵ء میں امریکہ کی ریاست ورجینا میں کامن ویلتھ یونیورسٹی میں اسلامیات کی پروفیسر ایک سیاہ فام خاتون ڈاکٹر امینہ ودود نے ایک چرچ میں منعقدہ نماز جمعہ کی امامت کروائی جسمیں مرد و خواتین دونوں نے اکٹھے عورت کے پیچھے نماز ادا کی نماز انگریزی زبان میں پڑھائی گئی۔ ڈاکٹر امینہ ودود کا مؤقف ہے کہ قرآن چودہ

[82] عورت کی امامت، ۱۰

صدیوں پرانی باتیں کرتا ہے جو اکیسویں صدی میں قابل عمل اور قابل قبول نہیں لہٰذا جدید تقاضوں کے مطابق قرآن میں ترمیم کی ضرورت ہے اور اس مقصد کے لیے ہم عورتیں ایک نئے فرقے کو جنم دے رہی ہیں۔ موصوفہ کے بقول میں نے مردوزن کی مشترکہ امامت سے ان اعتراضات کا خاتمہ کر دیا ہے جو اسلام اور مسلمانوں پر عائد کیے جارہے تھے عورت کی امامت کی اجازت نہ دے کر آدھی آبادی کی حق تلفی کی جارہی تھی جو انسانی مساوات کے منافی ہے۔ اس نماز میں پیپلز پارٹی کی رہنما بے نظیر بھٹو کی قریبی ساتھی شمع بنیاد حیدر سمیت تقریباً سوا سو مرد و خواتین نے شرکت کی تھی ایک خبر کے مطابق امت مسلمہ کی تاریخ میں نیویارک میں ہونے والا یہ پہلا انوکھا واقعہ ہے جس میں بغیر دوپٹے کے لڑکی نے جوتے پہن کر آذان دی اور خاتون نے mixed gender کی امامت کرائی۔[83]

امینہ ودود کے اس طرز عمل پر بعض مسلمانوں نے حوصلہ افزائی کی جس کی وجہ سے اس نے اپنے اس عمل اور نظریہ کو جاری رکھا ۲۸ اکتوبر ۲۰۰۵ء کو بارسلونا (سپین) میں انٹرنیشنل کانگریس اسلامک فیمینزم میں اس کو دعوت دی گئی اور اس نے وہاں تقریباً تیس مردوزن پر مشتمل افراد کی امامت کرائی۔ بعد ازاں ۲۰۰۸ء کو آکسفورڈ کے مسلم ایجوکیشنل سنٹر میں مدعو کیا گیا اور وہاں بھی جمعہ کی نماز میں mixed gender کی امامت کرائی۔[84]

۲۵ مارچ ۲۰۰۵ء کو کنیڈا میں سلیمہ علاؤالدین نامی ایک عورت نے جمعہ کے ایسے ہی ایک اجتماع کی امامت وخطابت کی جس میں تقریباً دوسو مردوزن نے شرکت کی۔ شرکت کے متمنی مردوزن کی پہلے رجسٹریشن کی گئی۔ اسی طرح ایک اور کنیڈین خاتون دانشور اور اسلامی مصنفہ راہیل رازا نے برطانیہ کی آکسفورڈ یونیورسٹی میں اسلامی مرکز کے وسیع عریض ہال میں مردوزن کی جماعت کی امامت کرائی جس پر عالم اسلام میں سخت تنقید کی گئی مرد حضرات کا یہ دعویٰ تھا کہ امامت اصولاً مردوں کا فریضہ ہے اور کوئی عورت مردوں کو نماز نہیں پڑھا سکتی۔[85]

مصر کے شہر قاہرہ میدان التحریر میں انقلاب مصر ۲۵ جنوری ۲۰۱۱ء کو عورتوں اور مردوں نے اکٹھے نماز ادا کی جس میں خلاف معمول عورتیں اگلی صفوں میں تھیں اور مرد پچھلی صفوں میں تھے۔[86]

---

83 http://urdupage.com/threads(aurat ke imamat

84 ایضاً

85 www.independent.co.uk/news/uk/home news

86 en.wikipedia.org/wiki/women-as-imams

عورت کی امامت کی علم بر دار ایک بھارتی نژاد امریکن صحافی خاتون اسراء نعمانی ہے نماز سے قبل اذان دینے والی سہیلہ نامی ایک عربی لڑکی پینٹ شرٹ میں ملبوس تھی اذان کے بعد نماز کی آرگنائزر اسراء نعمانی بھی بغیر دوپٹے پینٹ شرٹ پہنے مختصر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تین سال پہلے میں مکہ گئی جہاں میں نے دیگر مردوں و عورتوں کے ساتھ ملکر نمازیں و دیگر فرائض بلا امتیاز ادا کیے اس کے نزدیک خواتین کو مسجد میں داخل ہونے کا صف میں بیٹھنے کا اور منبر پہ کھڑا ہونے کا حق حاصل ہے اسلام میں عورت کو بھی مساوی حق اور مقام حاصل ہے واضح ہو کہ یہ عورت ہندوستان کی نامور شخصیت شمس العلماء علامہ شبلی نعمانی کی پوتی ہے علامہ صاحب عورت کے پردہ اور تعلیم نسواں کے زبردست حامی تھے مگر ان کی پوتی مادر پدر آزاد زندگی کی قائل ہے چند کتابوں کی مصنفہ ہے "عورت اور اسلام" اس کی تصنیف ہے۔ جنس پرستی پر بھی ایک کتاب لکھی جس کا لب لباب یہ ہے کہ اگر مرد و عورت بے لباس رہیں تو مخالف صنف میں تفریق مٹ جاتی ہے بقول اسکے وہ ایک ناجائز بچے کی ماں ہے جسکا نام اس نے اپنے دادا کے نام پر شبلی رکھا ہے اور اس قبیح فعل کو اسلام کی آزادی قرار دیتی ہے۔ [87]

مجوزین کے افکار و نظریات کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ امریکہ اور دیگر مقامات پر خواتین کی مردوزن کی امامت کا مسئلہ ان کے نزدیک درست ہے لیکن جمہور علماء اسلام نے بالدلائل اس پر سخت تنقید کی ہے اور اسکی مذمت کرتے ہوئے چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ اور شریعت اسلامیہ کے خلاف قرار دیا ہے۔ اسلام نے عورت کو جو مقام دیا ہے وہ عورت کے ہمہ پہلو تحفظ کی ضمانت دیتا ہے وہ اسے ماں، بہن اور بیوی کے مقدس رشتہ سے منسلک تو کرتا ہے لیکن امامت کے اہم عہدہ سے اسے بری الذمہ قرار دیتا ہے۔ چند اسلام مخالف قوتوں کی سرگرمیوں سے متاثر ہو کر مفاد پرست اور شہرت پسند خواتین کی کم فہمی سے عورت کی امامت کے اس نئے فتنہ نے جنم لیا ہے جو مکمل طور پر شرح اسلامی سے متضاد و متصادم ہے۔ عورت کا جوتے پہن کر بغیر دوپٹہ کے اذان دینا، پینٹ شرٹ میں ملبوس بے پردہ خواتین کا مردوں کے شانہ بشانہ کھڑے ہو کر عورت کی اقتداء میں نماز ادا کرنا اسلام میں ایسی عبادت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اسلام میں تو میاں بیوی اور ماں بیٹے کو بھی ساتھ کھڑا ہو کر نماز ادا کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ عورت کی امامت پر مجوزین دوران حج و عمرہ طواف کی دلیل دیتے ہیں جس میں عورتیں مردوں

---

[87] http://www.urdupages.com/search.php?searchid:148324

کے شانہ بشانہ چلتی ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ عطاء کی روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ نے حج و طواف کے دوران عورتوں کو مردوں کے ساتھ گھل مل جانے سے حتی المقدور منع کیا ہے۔[88]

پرانے وقتوں میں مسلمانوں کے کم ہونے کی وجہ سے اس حکم پر عمل کرنا آسان تھا مگر وقت کے ساتھ ساتھ خلقت بڑھتی رہی دور حاضر کے ہجوم بے لگام کے باوجود سعودی انتظامیہ نماز باجماعت کے دوران عورتوں کو مردوں کے پیچھے اور علٰیحدہ مخصوص جگہوں پر کھڑے ہونے پر مجبور کر دیتی ہے۔ حکم و مجبوری اور ضد تین مختلف چیزیں ہیں۔ مجبوری کا عذر شرعی ہونا لازمی ہے۔

نتائج:

عورت کی امامت کے متعلق احادیث و روایات اور اقوال کی روشنی میں یہ نتائج اخذ کیے جاسکتے ہیں کہ خواتین اگر کسی مقام پر جمع ہوں اور وہ اجتماعی طور پر نماز ادا کرنا چاہیں تو یہ جائز ہے خصوصاً ایسی درس گاہ جہاں اندر ہی جماعت کا انتظام ہو اور یہ تصور پیش نظر ہو کہ خواتین کے لیے اسلامی تعلیم و تربیت کا انتظام نہایت ضروری ہے اور ایسے دور میں جبکہ سینکڑوں اسلامی اقدار مٹ چکی ہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ کسی نہ کسی طریقہ سے خواتین کو اسلامی تہذیب و تمدن اور اقدار کی طرف راغب کیا جائے۔ اس کے لیے مختلف دینی اجتماعات خصوصاً جمعہ و عیدین میں شرکت کر کے دینی علوم سے بہرہ ور ہو سکیں۔ نماز کے بعد درس قرآن یا درس حدیث رکھا جائے جو اصلاح معاشرہ اور تزکیہ نفس سے متعلق ہو، فرائض اور واجبات کی طرف مائل کرنے کی ترغیبات سے بھرپور ہو لیکن علماء کے نزدیک کچھ شرائط ہیں کہ اگر عورت شادی شدہ ہے تو شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نہیں نکل سکتی غیر شادی شدہ ہے تو سرپرست کی اجازت سے نکلے گی، باپردہ نکلے راستہ پرامن ہو، عزت اور جان و مال کا کوئی مسئلہ نہ ہو ورنہ گناہ ہو گا۔ صرف نماز اور درس قرآن و حدیث کا ارادہ ہو دیگر کوئی مقصد نہ ہو مردوں اور عورتوں کا اختلاط نہ ہو اس طرح اگر اجتماعی صورت میں نماز پڑھنا چاہیں تو رکاوٹ نہ بنا جائے۔ ان اچھی صحبتوں سے معاشرے میں اچھی تبدیلی آسکتی ہے۔ بعض فقیہ ان عظام جو عورت کی امامت کے قائل نہیں خواہ وہ عورتوں کی امامت ہی کیوں نہ کرے۔ حالانکہ حدیث مبارکہ میں حضرت ام ورقہؓ فرض نمازوں کی امامت کے لیے مقرر کی گئی تھیں علاوہ ازیں حضرت عائشہؓ کا فرض نمازوں میں اور ماہ رمضان میں خواتین کی امامت کرانا اور ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کا امامت

---

[88] بلند شہری، عاشق الٰہی، **تبلیغی و اصلاحی مضامین**، (کراچی: ادارۃ المعارف، ۲۰۰۴ء)، ۱: ۲۵۶

کرانا اور صف کے درمیان کھڑا ہونا روایات سے ثابت ہے لہٰذا مادیت پرستی کے اس دور میں دین سے لاعلمی کی بنا پر مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کو بھی دین کی آگاہی کی اشد ضرورت ہے لھٰذا عورتوں کو نماز و دین سے قریب کرنے کے لیے عورت عورتوں کی امامت کرائے تو یہ جائز ہو گا اور دین اسلام کی اشاعت کا سبب ہو گا۔

عورت کی امامت کی وہ حیثیت جس میں صرف مردوں کی امامت کرائے بالاتفاق قدیم و جدید فقہاء و علمائے اسلام ناجائز و ممنوع ہے۔ جہاں تک خواتین کی امامت کے تیسرے پہلو کا تعلق ہے جس میں مرد و عورتیں دونوں اقتداء کریں قرآن و حدیث اور آثار و اقوال کی روشنی میں بالاتفاق ناجائز ہے۔"انما اتفق الجمهور علی منعها ان تؤم الرجال لانه لو كان جائز لنقل ذالك عن الصدر اول"[89] جمہور علماء کا اتفاق ہے کہ عورت مردوں کی امامت نہیں کر سکتی اس لئے ہے کہ اگر جائز ہوتا تو صدر اول میں اس کی کوئی روایت ہوتی۔ "لاتجوز ان تكون امرأة اما م رجل في صلاة بحال أبداً"[90] عورت کا کسی حال میں بھی مردوں کا امام بننا ہر گز جائز نہیں۔

عورت کا میت کے ساتھ قبرستان جانے کے بارے میں واضح حکم ہے حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریمؐ کی معیت میں ایک جنازہ قبرستان لے جا رہے تھے آپ نے کچھ عورتوں کو پیچھے آتا دیکھا تو ناخوشگواری سے پوچھا: کیا تم نے جنازہ اٹھا رکھا ہے ؟ عورتوں نے نفی میں جواب دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تمہارا یہاں کوئی کام نہیں تو یہاں آنے کی کیا ضرورت ہے تمھیں اس پر کوئی اجر نہیں ملے گا واپس جاؤ۔[91]

گویا آپ ﷺ نے اس بوجھ سے عورت کو معاف رکھا۔ عورت کی امامت کی ممانعت در اصل عورت کی تعظیم ہے۔ اس کے بدن کے خدوخال مردوں کے لیے نمائش نہ بن جائیں۔ عورت پر جمعہ اور باجماعت نماز فرض ہی نہیں تو اس کی امامت کا مسئلہ کیوں کر ظہور پذیر ہو گیا۔ اسلام نے عورت کو مسجد میں نماز کی ادائیگی کی اجازت تو دی ہے مگر اس کی مجبوریوں اور گھریلو ذمہ داریوں کی وجہ سے اس پر جمعہ و عیدین اور باجماعت نماز فرض نہیں کی گئی۔ عورتوں کو اس بات کی ممانعت ہے کہ نماز کے دوران اپنی آواز بلند کریں اگر امام نماز میں غلطی کرے تو اپنے ہاتھوں سے آواز پیدا کریں۔ مذکورہ مستند حدیث کی روشنی میں عورت کا اذان دینا شرع اسلامی کے خلاف ہے۔ اسلام کے ابتدائی دور کی قابل، تعلیم یافتہ، ہنر مند، بے باک، مردوں کے شانہ بشانہ چلنے والی امام، علماء و قانون دان مرد تیار

[89] ابن رشد، محمد بن احمد مالکی، **بدایۃ المجتہد**، (بیروت: مطبوعہ دار الفکر)، ۱: ۱۰۵

[90] شافعی، محمد بن ادریس، الام، (بیروت: دار المعرفت)، ۱: ۶۴

[91] صحیح بخاری، باب: اتباع النساء الجنازہ، ۱: ۱۷۰

کرنے والی ہزاروں خواتین میں سے کسی نے بھی نماز باجماعت میں مردوں کی امامت نہ کرائی۔ حضور ﷺ کی بیٹی خاتون جنت حضرت فاطمہ اور امہات المؤمنین جن کے مقام ومرتبہ کا قرآن گواہ ہے۔''یٰنساءالنبی لستن کاحدمن النساء''[92] جب انہوں نے اپنے آپ کو امامت کے اس اہم عمل سے دور رکھا ہے تو دور جدید کی وہ خواتین جو بزعم خویش فہم وفراست کے اعلیٰ مرتبہ کی حامل ہیں اور مسجد کے بجائے چرچ میں نماز جمعہ کی امامت کرائی ہے یہ سراسر اسلام کے مسلم اصولوں کے منافی ہے۔ بڑے بڑے اعلیٰ مرتبت مرد سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی درس گاہ سے فقیہہ، محدث اور امام کہلائے مگر بی بی کی امامت میں نماز ادا نہ کر سکے۔ صدر اول سے اسلامی تاریخ میں خواتین کو نماز کی امامت سے دور رکھنا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ خواتین کا عورتوں اور مردوں پر مشتمل جماعت کی امامت کرانا ناجائز اور باطل ہے۔

92 الاحزاب:۳۱